داعی اسلام علامہ شیخ ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کے شاگرد خاص شیخ عبدالوہاب حلبی ندویؒ بروز ہفتہ 19 جولائی 2025 کو اپنے رفیق اعلی سے جاملے، کویت کے مشہور میگزن المجتمع نے شیخ رحمہ اللہ کا اسی برس اپریل میں ایک خصوصی انٹرویو لیا تھا، اردوداں طبقے کے لیے ہم نے اس انٹرویو کو جوں کا توں اردو میں منتقل کیا ہے، دعوت کے میدان سے وابستہ ہر شخص اس انٹرویو کو ضرور پڑھے اور اپنے احباب تک اسے ضرور پہنچائے۔ (مترجم)

جنوبی کوریا کے مفتی اعظم

داعی اسلام شیخ محمد عبدالوہاب زاہد الحق حلبی ندویؒ سے

معروف عربی میگزن "المجتمع" کا بصیرت افروز خصوصی انٹرویو

(10 اپریل 2025)

****

"دعوتِ دین کا بارِ امانت اٹھائے، انھوں نے اپنے وطنِ عزیز سے رختِ سفر باندھا۔ علمی تشنگی اور ہدایت کی شمع لیے ملکوں ملکوں کا سفر کیا، اور بالآخر تقدیر نے انہیں جنوبی کوریا کی سرزمین پر لا بسایا۔ وہاں انہوں نے ربِ کریم کی طرف دعوت دینا اپنا مشن بنایا، اور اپنے بے پناہ اخلاص اور ایمانی بصیرت سے سینکڑوں دلوں کو نورِ ایمان سے منور کر دیا۔ یہ بلند

ہمت، شامی نژاد داعی شیخ محمد عبدالوہاب زاہد الحق ہیں، جو آج جنوبی کوریا کے مسلمانوں کے مفتیِ اعظم کی حیثیت سے سراپا رہنمائی بنے ہوئے ہیں۔ معروف مجلہ 'المجتمع' نے حال ہی میں ان سے ایک بصیرت افروز گفتگو کا شرف حاصل کیا۔"

سب سے پہلے قارئین کو اپنا تعارف کروانا چاہیں گے؟

میرا نام محمد عبدالوہاب زاہد الحق ہے۔ میں شام سے ہوں، اور 1941 میں حلب شہر میں پیدا ہوا۔ میں نے شرعی علوم حاصل کیے، پھر ہندستان کا سفر کیا جہاں لکھنؤ میں عظیم ہندستانی داعی ابو ال علی حسن ندوی کے زیرِ سایہ تعلیم حاصل کی، میں ان کے اہم شاگردوں میں سے ایک تھا۔ اس کے بعد میں پاکستان گیا، اور وہاں کے نمایاں علماء سے فقہ و حدیث میں اجازت حاصل کی۔ میں نے کراچی یونیورسٹی سے فرسٹ پوزیشن کے ساتھ ماسٹرز کی ڈگری بھی حاصل کی، پھر حیدرآباد، سندھ یونیورسٹی سے فقہ مقارن (تقابلی فقہ) میں ڈاکٹریٹ کی۔ وہاں میں نے اپنی کتاب " فقہ الأئمة الأربعة "مکمل کی، پھر مصر کا رخ کیا اور الازہر کی کلیہ اصول الدین سے گریجویشن کی۔

اس کے بعد، میں نے حلب کی جامع البختی میں امام اور خطیب کے طور پر کام کیا، پھر اسی شہر کے دارالافتاء میں مدرس کے طور پر، پھر عفرین میں شرعی مدرسہ کے ڈائریکٹر کے طور پر، پھر مکہ مکرمہ میں ام القریٰ یونیورسٹی اور طائف کی کلیہ الشریعہ میں اسلامی فقہ کے

پروفیسر کے طور پر، پھر کراچی، پاکستان میں الفاروقیہ یونیورسٹی میں شعبہ اعلیٰ تعلیم کے سربراہ کے طور پر خدمات انجام دیں۔

جنوبی کوریا کے انتخاب کی کیا وجہ رہی؟

مکہ مکرمہ میں کام کے دوران کویت کی وزارت اوقاف نے مجھے فقہی انسائیکلوپیڈیا کے کام میں شرکت کی پیشکش کی اور میں 1982 میں کویت چلا گیا۔ وہاں اتفاق سے جنوبی کوریا کے ایک وزیر کویت کے دورے پر تھے۔ انھوں نے اپنے دورے کے دوران کویتی برادران سے کہا: "کوریا کے لوگ کفر کی حالت میں مر رہے ہیں، آپ لوگ کیوں نہیں آتے اور کوریا کے لوگوں کو اسلام کی دعوت کیوں نہیں دیتے؟ کویتی وزیر اوقاف نے یہ خبر ہمیں سنائی، تو میں پرجوش ہو گیا اور میں نے کہا: "میں اس کام کے لیے تیار ہوں۔" لیکن بدقسمتی سے، میری درخواست مسترد کر دی گئی، لیکن میرے اصرار اور جذبے کی وجہ سے مجھے سفر کی منظوری مل گئی، البتہ مجھے ان تمام کاموں کو مکمل کرنا ضروری تھا جن کا میں انچارج تھا، لہذا دو سال بعد خاص طور پر 1984 میں میں کوریا چلا گیا، اور وہاں میں نے کوریا کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے کا اپنا مشن شروع کیا۔

وہاں دعوت کا آغاز کیسے ہوا؟

جب میں کوریا پہنچا اس وقت کوریا میں صرف 3 مسجدیں تھیں؛ سیول میں ایک مسجد جسے کورین مسلمانوں کے اتحاد نے بنایا تھا، گوانگجو شہر میں ایک مسجد جسے کویت کے معاون وزیر اوقاف نے بنایا تھا، اور بوسان شہر میں ایک تیسری مسجد جسے لیبیا کی دعوت ایسوسی ایشن نے تعمیر کیا تھا۔

کوریا پہنچنے کے بعد کورین مسلمانوں کی یونین نے دو افراد کو میرے ساتھ دعوت کے کام میں شامل ہونے کی ذمہ داری سونپی، ان میں سے ایک عربی بولتا تھا جس کا نام قمر الدین مون سی جو تھا، اور دوسرا انگریزی بولتا تھا۔ یہ دونوں افراد دعوتی مشن کے آغاز میں میرے ساتھی تھے، اور میں نے ان کے ساتھ کوریا کے تمام علاقوں میں سفر کرنے کا پروگرام بنایا۔ ہم ہفتے میں 5 دن سفر کرتے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے کوریا کے بہت سے باشندوں کو ہدایت دی۔ میں عربی میں ان کو سمجھاتا تھا اور وہ کوریائی زبان میں ترجمہ کرتے تھے۔

کورین مسلمانوں کی یونین کی جانب سے اکثر کوریائی خاندانوں کو اسلام کی دعوت کی نشستوں میں شرکت کی دعوت دی جاتی تھی۔ ایک بار ایک نشست کے بعد ایک 12 سالہ بچہ میرے پاس آیا اور اسلام قبول کرنا چاہا، تو میں نے اس سے کہا کہ پہلے اس کی والدہ اس کے اسلام قبول کرنے پر راضی ہوں۔ اس کی والدہ نے کہا: "وہ جو چاہے کرنے کے

لیے آزاد ہے، "تو اس نے اسلام قبول کیا، پھر اس کی والدہ نے بھی اسلام قبول کیا، پھر اسی دن کئی کوریائی خاندانوں نے ان کی پیروی کی، اور یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل تھا۔

سال 1985 میں، میں گھر سے مسجد جا رہا تھا، میری ملاقات 3 عرب افراد سے ہوئی، جب میں نے ان سے بات کی، تو ان میں سے ایک حاجی عبداللطیف الشریف تھے، جو مصر کے ایک کاروباری اور الشریف پلاسٹک فیکٹریز کے مالک تھے۔ میں نے ان سے جانجو شہر میں ایک مسجد بنانے میں مدد طلب کی، کیونکہ وہاں کوئی مسجد نہیں تھی، انہوں نے بہت خوشی سے اس کا خیر مقدم کیا۔ مصر واپس آتے ہی، انہوں نے مجھے فون کیا اور 267 ہزار ڈالر کی رقم منتقل کی، جو مسجد کی تعمیر کا خرچہ تھا، تو ہم نے وہاں مسجد بنائی اور اس کا نام "مسجد ابو بکر صدیق" رکھا۔ انہوں نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ یہ معاملہ راز میں رکھا جائے، لیکن ان کی وفات کے بعد میں نے اس کو ظاہر کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ لوگ ان کے لیے رحمت اور مغفرت کی دعا کریں، اللہ انہیں جزائے خیر دے۔

کیا آپ کو کوریا میں اسلام کی اشاعت کے کام میں کوئی مشکلات پیش آئیں؟

یقیناً، مشکلات اور رکاوٹیں ضرور آتی ہیں، لیکن اسلام نے ہمیں کلمہ توحید پھیلانے کی راہ میں صبر اور برداشت سکھایا ہے، یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کا طریقہ کار تھا۔ سرکاری اداروں کی طرف سے ہمیں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی، بلکہ ہمیں بڑی آزادی

کے ساتھ گھومنے پھرنے، کوریا کے لوگوں سے ملنے اور انہیں اسلام کی دعوت دینے کی اجازت تھی۔

کیا کوئی عرب بھائی بھی آپ کے ساتھ کوریا میں اسلام کی دعوت میں شریک تھے؟

بدقسمتی سے نہیں تھے۔ ایک شخص لیبیا سے تھا، اور ایک سعودی عرب سے، لیکن وہ زیادہ دیر نہیں ٹھہرے اور اپنے ملک واپس چلے گئے۔ عرب ممالک اس معاملے میں بہت کوتاہی برت رہے ہیں۔

آپ کو کوریا کا مفتی عام کیسے منتخب کیا گیا؟

مجھے کوریا کے مسلمان ائمہ نے منتخب کیا، پھر کوریا کی مسلم یونین نے اس انتخاب کی تصدیق کی۔ یہ حقیقت میں میرا بنیادی مقصد نہیں ہے، بلکہ میرا حقیقی ہدف لوگوں کو اسلام کی طرف، اور ایک اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دینا ہے۔

کیا کوئی ادارہ آپ کی تنخواہ کا ذمہ دار ہے؟

جی ہاں، کویت کی وزارت اوقاف نے کئی سال تک میری تنخواہ کا ذمہ اٹھایا، پھر اس کے بعد عالمی رابطہ عالم اسلامی نے آج تک میری تنخواہ کا ذمہ اٹھا رکھا ہے۔

کیا آپ کوریا میں مسلم اتحاد کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں؟

جی ہاں، یہ اتحاد 1976 میں قائم ہوا، اسی سال کوریا میں پہلی مسجد کی بنیاد رکھی گئی، جب ریاست نے زمین عطیہ کی، اور پچاس کی دہائی میں کوریائی جنگ میں شریک ہونے والے کئی ترک افسران، اور کچھ کوریائی مسلمان جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا نے عطیات دیے۔ مسجد تعمیر ہوئی، پھر اس کے بعد اتحاد کے قیام کا اعلان کیا گیا۔ یہ اتحاد کوریا کے مسلمانوں اور ان کی سرگرمیوں کا ذمہ دار ہے، اور وقتاً فوقتاً کوریا کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے سیمینارز کا اہتمام کرتا ہے۔

آج کوریا میں کتنی مسجدیں ہیں؟

کوریا میں مسجدوں اور مصلوں کی تعداد 150 سے زیادہ ہے، اور یہ کوریا کے کئی شہروں میں پھیلی ہوئی ہیں، لیکن ان میں سے زیادہ تر مسجدیں دارالحکومت سیول اور گوانگجو اور جانجو شہروں میں ہیں۔

کیا کوریا کے باشندوں میں کوئی مشہور مسلم شخصیات ہیں؟

جی ہاں، بہت سی ہیں، ان میں ڈاکٹر ابو بکر کیم، جو کورین مسلم اتحاد کے صدر ہیں، اور ڈاکٹر حامد شن، جو قرآن کریم کے کوریائی مترجم ہیں، اور مصطفی ناسو یانگ، جو ایک بڑے کاروباری اور کوریا میں کئی کمپنیوں اور فیکٹریوں کے مالک ہیں، اور یہاں مسلمانوں کی مدد میں ان کا بڑا ہاتھ ہے، اور ڈاکٹر سمیہ صوامیر اجو جانبوک یونیورسٹی کی پروفیسر ہیں جو کوریا

کی سب سے بڑی یونیورسٹیوں میں سے ایک ہے، اسی طرح ڈاکٹر محمد چون یانگ چول، جنہوں نے 70 سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، اور اسلام کے نمایاں داعیوں میں شمار ہوتے ہیں، اسی طرح شیخ عبدالوہاب جواوران کی اہلیہ، یہ دونوں کوریامیں اسلام کے سب سے مشہوراور قدیم داعیوں میں سے ہیں، انہوں نے 1985 میں اسلام قبول کیا، اوراس دن سے وہ کوریاکے لوگوں کواسلام کی دعوت دے رہے ہیں۔

کیاآپ نے کوریامیں کوئی تصنیفی کام بھی کیے ہیں؟

جی ہاں، میری 30 سے زیادہ تصنیفات ہیں جو فقہ، حدیث، دعوت اور سیرت کے موضوعات پر ہیں، کچھ عربی میں ہیں اور کچھ انگریزی اور کوریائی میں، جن میں سے: "أحکام الصیام" (روزے کے احکام)، "أحکام الحج" (حج کے احکام)، "نظرۃ إلی ما قبل الإسلام" (اسلام سے پہلے کا ایک جائزہ)، "نظرۃ الإسلام لغیر المسلمین" (اسلام کا غیر مسلموں کے بارے میں نقطہ نظر)، "الإسلام دین السلام" (اسلام دینِ امن ہے)، "لقاء مع الفطرۃ" (فطرت سے ملاقات)، "سلسلۃ الأنبیاء والمرسلین" (انبیاء و مرسلین کی سیریز)، "سلسلۃ خطب الجمعۃ" (جمعہ کے خطبات کی سیریز)...اور دیگر شامل ہیں۔

کیاکوریامیں کوئی سماجی سرگرمیاں کی جاتی ہیں؟

نہیں، صرف کورین مسلمانوں کا اتحاد وقتاً فوقتاً کچھ سیمینارز اور ملاقاتیں منعقد کرتا ہے، لیکن مذہبی مواقع جیسے رمضان کے مہینے میں دعوت کے لیے ملاقاتیں اور سیمینارز منعقد کیے جاتے ہیں۔ ایک بار میں نے عربی زبان پر ایک سیمینار منعقد کیا، تو ایک بوڑھا کوریائی شخص اٹھا اور کلمہ شہادت پڑھا، پھر بیٹھے ہوئے لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے اس کی پیروی کی، تو وہ ایک بابرکت مجلس تھی الحمدللہ رب العالمین۔

کیا کوریا میں اسلام کو کوئی مشکلات درپیش ہیں؟

میں اس نکتے پر بات کرنا پسند نہیں کرتا، لیکن میں یہ کہنا چاہوں گا کہ کوریا کے مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، اور اگر کوئی فقہی اختلاف ہوتا ہے، تو میں ان کے لیے ایک مرجع ہوں اور کسی کو جواب دینے میں دیر نہیں کرتا، لیکن ہمیں عرب ممالک سے ہمیشہ حمایت اور مدد کی ضرورت رہتی ہے۔

جنوبی کوریا ان ممالک میں سے ہے جن کا عرب ممالک کے ساتھ تجارتی تعلق ہے، کیا عرب تاجروں کی کوئی دعوتی سرگرمی یا مساجد یا کوریا میں مسلم اتحاد کے لیے کوئی مادی مدد ہے؟

بدقسمتی سے، نہیں، ہمیں ان کی موجودگی کا احساس نہیں ہوتا، ان میں سے کچھ نماز پڑھنے یا مساجد کا دورہ کرنے آتے ہیں، لیکن ان کی کوئی سرگرمی نہیں ہے۔

کیا آپ کا عرب یا اسلامی اداروں کے ساتھ کوئی رابطہ ہے؟

نہیں، بد قسمتی سے، کوئی رابطہ نہیں ہے۔

کیا کوریا میں کوئی عرب ائمہ بھی ہیں؟

مصر اور ترکی سے کچھ ائمہ ہیں، اور رمضان میں سعودی عرب سے کچھ آتے ہیں، لیکن بد قسمتی سے ان ائمہ پر کوئی خرچ کرنے والا نہیں ہے، بلکہ انہیں یہاں کے مسلمانوں سے مدد ملتی ہے۔

کیا آپ کوریا میں مستقل مقیم ہیں، یا آپ وقتاً فوقتاً شام یا عرب ممالک کا دورہ کرتے ہیں؟

نہیں، میں 1984 میں کوریا آنے کے بعد سے یہاں سے نہیں نکلا، 40 سال ہو گئے ہیں اور میں یہاں سے نہیں نکلا۔ حال ہی میں، مجھے رمضان کے بعد کویت کے دورے کی دعوت ملی ہے، اور اگر یہ دورہ ممکن ہوا تو میں کویت کی وزارت اوقاف سے کوریا میں اسلام کی دعوت کے بارے میں بات کروں گا۔

کوریا میں عربی زبان کی کیا صورت حال ہے؟ اور کیا اس کا اسلام کی اشاعت سے کوئی تعلق ہے؟

یہاں سیول اور گوانگجو شہر میں یونیورسٹیاں ہیں جو عربی زبان پڑھاتی ہیں۔ انہوں نے پہلے مجھے عربی زبان پڑھانے کے لیے بلایا تھا، لیکن جب انہوں نے میری دعوتی سرگرمیاں

دیکھیں تو مجھے اجازت نہیں دی اور میں نے یونیورسٹی چھوڑ دی۔ پھر ایک عیسائی یونیورسٹی نے مجھے عربی پڑھانے کے لیے بلایا، لیکن جب انہوں نے اسلام کی دعوت کے بارے میں میرا طریقہ دیکھا تو انہوں نے مجھے روک دیا اور میں نے اس کے بعد نہ ان کے ساتھ اور نہ ہی کسی اور یونیورسٹی میں کام کیا۔

کیا آپ امت مسلمہ کے اپنے بھائیوں کو کوئی پیغام دینا چاہیں گے ؟

جی ہاں، میں انہیں دعوت دینا چاہوں گا کہ وہ کوریا میں اپنے بھائیوں کی مدد کریں، دعوت سے وابستہ افراد کو اسلام کی اشاعت کے لیے بھیجیں، کیونکہ کوریا اب بھی ایک کنواری زمین ہے، کوریا کے لوگ بہت دوستانہ ہیں، اگر انہیں کوئی دعوت دینے والا مل جائے تو وہ اسلام قبول کرتے ہیں۔ میں یہاں 40 سال سے ہوں اور اس ملک میں توحید پھیلانے کا میرا عزم کبھی کم نہیں ہوا۔ میرے ہاتھوں پر سینکڑوں کوریائی مسلمان ہوئے ہیں، لیکن اگر یہ نسل ختم ہو گئی اور یہاں کوئی اس مشن کو جاری رکھنے والے نہ رہے تو مجھے کوریا میں اسلام کے مستقبل کے بارے میں خدشہ ہے۔

ترجمہ: ڈاکٹر مبصر الرحمن قاسمی

(شیخ عبدالوہاب حلبی ندوی کی زندگی سے متعلق مزید تفصیلات کے لیے اس لنک پر کلک کریں)

https://mubassir2011rahman.blogspot.com/2025/07/blog-post_20.html